رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے تکے مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے بھوے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بہ سلامت۔ بہرحال ایسے مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان سنت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دینا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند مینجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے مشتہر کا دیدہ تحریریک جلد جو ذمہ دار ہے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مصلحت کی پالیسی کے مطابق نہوں گے وہ شائع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہونا چاہئے۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ مضامین غیر نمبر ۳۹

بابت ۴ نومبر ۱۹۲۹ء

مذمتِ عشق

(از افادات جناب ڈاکٹر مرزا محمد ہادی صاحب ... (رزا))

ساقیا دے شراب انگوری — درد دل کی دوا ہے مخموری
شب فرقت نے خوں رلایا پھر — پھر مرنے کا وقت آیا پھر
آسماں کو عزیز تارے ہیں — مجھ کو سینے کے داغ پیارے ہیں
داغ اختر سے بڑھ کے روشن ہیں — ماہ و خورشید سے بڑھ کے روشن ہیں
مارے گن گن کے ہم نے گزری رات — آج دن کو گنیں گے ساری رات
کیا غرض ہم سے آسماں دیکھیں — اپنی آہ و شرر فشاں دیکھیں
... یاد کیوں نہ شب بھر — آہ و فریاد کیوں نہ ہو شب بھر
ہجر فرقت کی رات ہے بھاری — بل گیا دل کو شغل بیکاری
اور دل کس سے اور جلتا ہے — انہیں باتوں سے دل بہلتا ہے
عشق کی کیوں نہ مذمتیں کریں — کیوں ہم اس کی ثنا بیاں کریں
اہل عشق خانماں برباد — تیرے ہاتھوں سے ہے جہاں برباد
تو نے کٹوائے سر ہزاروں کے — تو نے لٹوائے گھر ہزاروں کے
بے خبر تجھ سے نور و ظلمات — ہے تجھی سے یہ تیرگی اور ثبات
تو نے فرقت کا دل پہ داغ دیا — تو نے ناشاد و نامراد کیا
تیرے کارن ہے جی کی بیزاری — تجھ سے ہے زندگی کی بربادی
دافع مایۂ فساد ہے تو — ستم جان نامراد ہے تو
ہیں تجھی سے یہ ولولے دل کے — ہیں تجھی سے یہ حوصلے دل کے
تیرے باعث سے ہے سروں پہ بلا — تیرے ہاتھوں سے ہے گریباں چاک
تو نے دی آہ و سرد کو لذت — تو نے بخشی ہے درد کو لذت
تیرا انعام گریہ و زاری — تیرا اکرام ذلت و خواری
تیرا احسان حسرت جاوید — تیرے امیدوار ناامید
خنجر ناز کے تیرے فیض سے ہے — سینہ صد چاک تیرے فیض سے ہے
زہر نوشی ترے کرم سے ہے — خودکشی تیرے دم قدم سے ہے
تو ہی آوارگی کا باعث ہے — دل کی بیچارگی کا باعث ہے
تیرا آغاز بے محل مرنا — تیرا انجام بے اجل مرنا
تیری گردن پہ خون ہمارا ہے — تو نے بے موت ہم کو مارا ہے
تو ہی جلاد جان بسمل ہے — بیکسی موت کا تو ہی قاتل ہے
مجھ سے ہے دل پہ ستم ... — شور و شیون کی ہے تجھی سے دھوم
تو نے دکھلائے سبز باغ ہمیں — تو نے کیا کیا دیے ہیں داغ ہمیں
جلنے میں کو امیدوار کرے — پھر پلٹ کر کبھی نہ وار کرے
تیرا فقرہ ہے آرزوئے وصال — تیرا دھوکا ہے جستجوئے وصال
تو ہی پہلے تباہ کرتا ہے — قتل پھر بے گناہ کرتا ہے
کیسے وعدے ہزار تو نے — کس سے وعدہ وفا کیا تو نے!
پھیر لیتا ہے جز و کل دے کے — داغ دیتا ہے تو ہی گل دے کے
کیوں نہ نالاں ہو بلبل تجھ سے — دل پہ ہیں داغ متصل تجھ سے
تو نے رولی بہار باغ مراد — تو نے گل کر دیا چراغ مراد
تو نے مارا ہے جان سے ہم کو — تو نے کھویا جہان سے ہم کو
دین و ایماں سے ہاتھ دھو بیٹھے — ہم دل و جاں سے ہاتھ دھو بیٹھے
ہیں نہ سجدوں کے کام نشیں تیری — نقش ہیں دل پہ کاوشیں تیری
وجہ ناسازی مزاج ہے تو — مرض صعب لا علاج ہے تو
تیرا اک کھیل ہے ستمگاری — تیرا اک چٹکلا ہے عیاری
تیرا حیلہ ہے خوبی تقدیر — ہیں بجز تیرے تجھ سے کون سی تدبیر
ہے ترے ساتھ ساتھ بے اثری — تجھ سے ہے درد و دریا رہ گری

اک زمانے کو غم دیا تو نے
اک جہاں پر ستم کیا تو نے

عشق کی جب بڑھ گئیں دشواریاں — ہو گئیں بیکار سب ہشیاریاں
لوگ کہتے ہیں جنہیں بیماریاں — روح و قالب کی ہیں یہ بیزاریاں
آہ بے تاثیر کا آیا خیال — دل سے پھر اٹھنے لگیں چنگاریاں
فکر دنیا سے چھڑا دی موت نے — ہو گئیں آساں سب دشواریاں
خاک میں سب آرزوئیں مل گئیں — خانۂ دل میں ہیں ماتم داریاں
موت کے پردے میں ہیں بے چارگیاں — ہو گئیں مایوس سب بیماریاں

(مرزا)

مقطع و دم اور شعر تو ... کی کیفیت ... منتقی ہے۔ ذرا غور کیجیے۔ دل سیر نہیں ہوتا۔ بات میں بات پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ سبحان اللہ ۔ اڈیٹر

اسبابِ ضعف عقل مع علاج

(از افادات سرکار ... مدظلہ)

یاد رہے ... [illegible] ... یہ مضمون مدت سے ہمارے پاس محفوظ تھا ... [illegible]

کی گرم بازاری ہو گئی ہے سبب اشاعت کرنا پڑی رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

بنی نوع انسان کی عقلوں میں بہت اختلاف ہے اور انکے جسمی اور طبعی قوتوں میں ایسا تفاوت ہے کہ تعلیم کا اثر بھی اُن کی ذہنی حالت کو مشابہ کرنے سے عاجز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی فن میں ایک شخص تو نہایت ہی سہولت سے ماہر علام ہو جاتا ہے اور دوسرا سخت دشواری سے بھی اکتساب نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں کی تعلیم مساوی ہوئی ہو اُنکی بھی استعداد میں فرق بین نظر آتا ہے۔ تمام انسان جو فطرت سے مساوی استعداد لے کر پیدا ہوتے ہیں لیکن بعض قوتیں خصوصاً قوت عقل کے کم یا بیجا استعمال سے جو انسان کا ایک ارادی فعل ہے ایک انسان دوسرے انسان سے کمتر درجے پر آجاتا ہے۔ غرضکہ اس طرح بھی اکثر انسان ہی کا قصور ہوتا ہے کہ اسکی عقل بہ نسبت دوسرے بنی نوع کے ضعیف العقل ہو جاتی ہے۔

انسان کی عقل ایک میزان خاص میں بڑھتی گھٹتی رہتی ہے۔ جس طرح افراط و تفریط عقل کا ہونا شاذ و نادر ہے اُسی نسبت سے پیدائشی مجنون بھی مقابلۃً کمتر پائے جاتے ہیں۔

جسم اور ذہن میں باہمی ارتباط ہے۔ اگر ہم تمثیل دیں کہ جسطرح جسمانی ورزش سے اعضا مضبوط اور سڈول ہو جاتے ہیں اُسی طرح ذہنی ورزش سے عقل تیز تر ہوتی ہے تو کچھ دور از قیاس نہیں۔ ابتدائی تعلیم سے جو کوششیں ذہنی ترقی کے لیے کی جاتی ہیں اُنکی کامیابی یا ناکامیابی کے ذمہ دار معلم ہیں لیکن جب انسان بالغ اور عاقل ہو کر اپنی ترقی کی طرف خود ہی متوجہ ہو اُس حالت میں سب سے پہلے اُسے یہ سوچنا چاہیے کہ میری ذہنی حالت کیا ہے (بشرطیکہ جہل نے کامل غلبہ نہ پالیا ہو یا یہی تو کہ جن لوگوں کو اپنے قابل ہونے کا وہم ہو جاتا ہے پھر گو وہ کنارے پر پہنچے ہوں اپنی حالت پر غور کرنے کی مہلت انھیں نہیں ملتی۔ (ایڈیٹر) اگر کوئی ضعف پایا جائے تو اسکے علاج کے درپے ہو کر رفع کرنا چاہیے۔ وہ انسان ہی نہیں جسکی عقل صحیح ہو یہ حکمت کے مطابق ہو لیکن رواج کے مطابق قریب قریب عقل کے قدما اور جہل کے شیدائی ہی ظالم آج رائج ہو رہے ہیں (ایڈیٹر) جان لاک مشہور حکیم انگلستان نے تین سبب ضعف عقل کے بیان کیے ہیں۔ اول وہ لوگ جو عقل سے بہت ہی کم کام لیتے ہیں انکی زندگی کا دارومدار محض تقلید پر ہے مثلاً والدین، ہمسایہ، گرو یا اُستاد یا جس کسی کو اس مطلب کے لیے وہ پسند کریں اور یہ سمجھیں کہ فلاں شخص ہم سے زیادہ صاحب عقل ہے اُسکے قول و فعل پر عمل کرنے لگیں۔ وہ اپنی عقل پر زور نہیں دیتے۔ یہ ایک دماغی کاہلی ہے۔ دوسرے وہ لوگ جن پر نفسانی خواہش کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً بیجا تعصب یا حسد۔ ایسے افراد ہٹ دھرم اور بے ایمان ہوتے ہیں (اور نا نجیب بھی۔ ایڈیٹر) اپنی عقل سے بھی کام نہیں لیتے اور دوسروں کی بھی نہیں سنتے۔ یہ صرف اپنے ہم خیال اور ہم رائے اشخاص کی سنتے ہیں۔ ان میں پڑھے لکھے آدمی بھی شامل ہیں۔ (یہی فرقہ آجکل ہند پر مسلط ہے ایڈیٹر) ان کو مطالعہ کا شوق بھی ایسی ہی کتابوں کا ہوتا ہے جن میں انکے موافق کچھ لکھا ہوا ہو۔ یہ اگر کسی کتاب سے اقتباس بھی کرتے ہیں تو صرف ایسے ہی جملے یا فقرے جو ان کے بیجا تعصب کی اندھی حمایت کرتے ہوں۔ تیسرے وہ لوگ جو عقل کے تابع تو ہیں اور چاہتے بھی ہیں کہ اپنی عقل اور عقل کے فیصلوں پر کاربند ہوں لیکن قبل از وقت اُس کام کو اپنے ذمہ لے لیتے ہیں جس کی انھیں لیاقت نہیں۔ نہ ان کا احساس درست ہے نہ ادراک صحیح ہے۔ نہ تجربہ کافی ہے نہ تحقیق کی تہ پر عبور ہے۔ دانا شد ہمیں اکثر ایسے ہی مشاہیر سے تصادم کا اتفاق ہوتا ہے (ایڈیٹر) زندگی کی عام باتوں تک اگرچہ جودت محدود رہتی تو کچھ ایسا مضر نہ تھا۔ لیکن آج اخلاق۔ تمدن۔ اور الٰہیات کے اہم مسائل میں بھی دخل در معقولات دیتے ہیں اور اپنے ہیچ اور پوچ فیصلوں پر قناعت کرکے مغرور ہو جاتے ہیں۔ حقیقت کے فرد کا پر تو بھی ان کے دماغ پر نہیں پڑتا۔ ایسے لوگوں کو پہلے صرف اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ کوئی علم یا فن بغیر محنت کے کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ مشکل فنون کے لیے زیادہ مشقت درکار ہوتی ہے۔ مشقت سے پہلے اعلےٰ معلم کی تلاش ضروری ہے۔ تجارت بھی بغیر سیکھے ہوئے نہیں آسکتی حالانکہ اس میں دماغی قوت کی اتنی حاجت نہیں جتنی کہ مشکل فنون کی تحصیل میں ہوتی ہے۔ پھر وہ فن جس میں دماغی قوت کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً فن استدلال (یا فن ادب و انشا (ایڈیٹر) وہ بغیر کسی عمدہ اور اعلیٰ مرکز سے مدد لیے بغیر کیونکر آسکتا ہے؟

(علاج)۔ ایسے لوگوں کے لیے اگر انکو فرصت کسی بڑے اُستاد یا مرکز تعلیم تک پہنچنے کی نہ ہو اور باقاعدہ کورس پڑھ کے سند حاصل نہ کر سکیں تو یہ طریقہ زیادہ مفید ہوگا کہ قبل اسکے کہ وہ اخلاق، تمدن، الٰہیات کے مشکل مسائل پر عقل آزمائی کریں اور حکم لگائیں، وہ چند رسالے منطق قیاسی اور استقرائی کے مطالعہ کریں یا کسی اُستاد سے پڑھ لیں۔ فن منطق کی کتابوں کی ضرورت نہیں۔ صرف عملی منطق سے غرض ہے وہ تھوڑی سی باتیں جو بہت جلد یاد ہو سکتی ہیں (انشاء اللہ بھی دیکھا گیا ہے خصوصاً بیجا تعصب کے وقت (ایڈیٹر) تھوڑے زمانے میں انکی مشق بھی ممکن ہے۔ اسکے بعد تحریرات اقلیدس کے چند مقالے پڑھ لیں۔ استعداد استدلال پیدا ہو جائیگی۔ اب مواد استدلال کی ضرورت باقی رہتا۔ یہ تجربے اور مشاہدے کی وسعت پر موقوف ہے۔ مواد فراہم کرنے کے لیے سلیقۂ خاص شرط ہے۔ اس مطلب کے پورا کرنے کی غرض سے بعض طبعی یا تجربی علوم کا مطالعہ ضروری ہے مثلاً طبعیات، کیمسٹری، فزیالوجی، نباتی اور اخیر میں تاریخ، لغات۔ یا وہ علم جسکو ہکسلی نے فزیالوجی کے نام سے موسوم کیا ہے اُس کے بعد تکمیل قوت استدلال کے واسطے (یہ تکملہ نہایت ضروری ہے) سیکالوجی یعنی علم النفس کی ایک یا دو مختصر کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ اس طرح تکمیل کا جو یا سیدھی راہ پر چلنے کے قابل ہو سکتا ہے (یہی نہیں کتے کی دُم بارہ برس گڑے کے بعد بھی ٹیڑھی رہتی ہے (ایڈیٹر) اگر کوئی کہے کہ ان جھگڑوں میں مدت صرف ہو جائیگی تو اس کا

جواب یہ ہے کہ مدت ہوئی جاہلوں اور عام روشنیوں کا خیال میں کچھ ایسی زیادہ نہیں ہے۔ واہ رے خداوند غیرت کے عروج ہو جانے اور رنگ ماننے کی ہمیں تو سخت بوکھل حالت ہے۔ بار ہا دیگران کردند و شدند ۔۔۔ (۵) ڈپٹیر یہ سمجھنا چاہیے کہ تمام غلطیوں سے بچنے کا وسیلہ اور وظیفہ ہاتھ آگیا۔ اور دوسری صورت میں سوا جہل مرکب کے اور کچھ نہیں مل سکتا۔ اگر تحقیق کے مدعی ہو تو خود غور کر کے سمجھو (کہ اس طریقے سے گریز محال ہے) ورنہ پھر بدرجۂ مجبوری اہل کمال کی تقلید ہی کرو۔ اور بیہودہ زندگی بسر کرنے سے باز آؤ فقط۔

نوٹ از طرف اڈیٹر۔ ابھی ہم اور لکھنؤ کے جہلا کی تقلید انہیں آتا ہی کیا ہے؟

تفصیل اجمال و تشریح مقال

(نمبر ۲ بسلسلہ ۹ ؍ اکتوبر)

(۶) [illegible] جس زور دل میں آپنے مطلع کیا ہے "اس فقرے میں بظاہر ایک ہی لفظ محل نظر یعنی "زور دل" ۔ اعتراض مفصل نہیں کیا سا کہہ سکتے ہیں کہ ایک فارسی دوسرا ہندی لفظ بغیر حرف عطف لکھ گیا ہے دونوں مرادف ہیں ۔ اسی کو جناب محقق صاحب ارشاد کرتے ہیں "یہ فقرہ اہل زبان کے تیور نہیں رکھتا" کوئی پوچھے کیوں؟ وجہ؟ سبب؟ علت؟ دلیل؟ ۔ کیا نکاح بیاہ ۔ جوڑ توڑ ۔ سنسان ویران ۔ ستری ویرانہ وغیرہ تک روزمرہ میں داخل نہیں؟ جناب کے تیور کیوں بگڑ گئے

(۷) "آمد ہے زور ہے کہ توبہ ہے" (۸) "قیامت کا نزول ہے" ۔ کیا تیور میں؟ ان دونوں فقروں کے بارے میں وہی ریزگی گئی ہے جو فقرہ نمبر ۶ میں گزر دی ۔ یہ ایک مسخرہ پن ہے جس نے حضرت کے مزاج میں بحالت پیری دخل پیدا کیا ہے ۔ جیسے یہ نہ سمجھنا کہ بڈھا مچھل ہیں جوانوں سے مقابلہ کر سکتا ہوں" ایک طالب نکاح نے بھی یہی فقرہ اپنی منظور نظر سے کہا تھا مگر اس نے معقول جواب دیا "سٹھیا گئے"

(۳) "بستر لشکر [illegible] ہو جانا مختصہ [illegible]" دیکھیے جناب اگر کوئی فرسودہ دماغ آپ کے پیچوں نوٹ بگھارے تو آپ پسند کریں گے؟ (۴) "بیگم پارلی" کے فقرہ کا بھی اس سوال کا مفصل جواب دے سکتے ہیں کیا "آہ" "واہ" "اوہو" وغیرہ اصطلاحیں اردو شاعروں میں مشہور نہیں؟ کیا "توبہ" بھی تعجب اظہار کا محل "اف ۔ توبہ ۔ پناہ ۔ قیامت ۔ غضب ۔ قہر" ۔ معاذ اللہ کا استعمال ایسے مقامات پر جہاں اصل حالت بیان کرنے کے متعلق اپنا مقصود و مجبور مقصود ہو خواہ وہ موجودہ حالت ہو یا نہ ہو (۵) ہر روز شگوفہ ظاہر یا سکوت کا مسئول ہے ۔ یہ دونوں جملے بامعنی برمحل صحیح ہیں مثلاً

رات کا خواب ابھی آتا ہوا
آپ سنیے گا تو فرمائیے گا

علی ہذا القیاس "تغزل" یا "غزلیت" بھی زبان زد اہل فن ہے ۔ اسی طرح "تیور" یعنی انداز نیچا ہو رہا ہوا اپنے محل پر برابر مستعمل ہے ۔ امید نہیں ہے کہ آپ دیگر جہلا کی طرح اہل زبان سے طالب سند ہوں یا اتنی سی بات پر کہ جیب سے سہو کسی مشہور شعر یا سند کے متعلق شاعر یا راوی کا نام لینے میں تسامح ہو جائیں بجانے لگیں ۔ لیکن اگر آپ بھی مانگیے تو ہمارے پاس سندوں کی کمی نہیں ۔

واضح رہے کہ مضمون ہذا میں "آپ" سے مراد یا تو ناظرین اودھ پنچ ہیں یا آپ کی ذات خاص ۔ جواب مضمون ہذا تو مرزا محمد عسکری صاحب سے مطلوب ہے نہ انکے مؤیدین سے ہاں اگر آپ جواب دیجیے تو پھر توجہ کیجائے گی ۔ حسینہ زنبوں پر مارنا بزدلوں کا کام ہے ۔

(۹) "دوڑ رنگ کیا" کی نسبت آپ فرماتے ہیں "رنگ دیا محاورہ ہے" کمال ہے کمال! آپ کو بھی محاورات پر اطلاع ہے؟ اگر "رنگ" "دوڑ" کیا کے درمیان کوئی اور لفظ شامل نہ ہو یا ۔ مہوتا ۔ ظاہر ہوا ۔ لے آئیں یا "دیا" کی جگہ "دکھایا" ۔ کہیں تو کیا خارج از محاورہ ہوگا؟ مشہور شعرا نے رنگ کے ساتھ یہ الفاظ استعمال کیے ہیں ۔ اور ہر جگہ "رنگ جمنے" "نیا رنگ دکھایا" اور اپنے حقیقی معنی سے عدول کیا ہے ۔

(۱۰) "مجرم ہوا اسے جگہ کے بارے میں اور خیال ہے وہ ہی سمجھا ہی نہیں" کوئی خلاف توقع امر نہیں ۔ خدا جانے مستفسر صاحب نے یہ فقرہ آپکے جیب میں کیوں بھیجا؟ ہم خیال کرتے ہیں کہ تمام استفسار آپ کی سمجھ سے باہر ہے مثلاً حسین اور مرزا رسوا کی سمجھ میں جو بات آجائے وہ آپ کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی ۔

(۱۱) "خود رفتہ کی جگہ میں "از خود رفتہ" لکھتا ہوں" بجا ۔ سوال یہ نہ تھا کہ آپ خود کیا لکھتے ہیں ۔ جناب کی تحریر آشفتہ کی تحریر نہیں ۔ ہر ایک شاعر اپنے واسطے الفاظ انتخاب کرتا اور بعض کو ترک بھی کرتا ہے ۔ مگر جو شاعر اپنے سامعین کی تقلید اختیار و ترک میں نہیں کرتا وہ غلط گو نہیں سمجھا جاتا ۔ آپ کا جو جی چاہے لکھیے ہمیں کیا؟ سوال یہ ہے کہ جناب یا فقرہ کا تب ہیں یا اصل

اڈیٹر صاحب اودھ پنچ کے جواب کی تفصیل ختم ہوئی اب انیجانب چند دیگر امور کی جانب آپ کو اور غیر [illegible] زبان اردو کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں ۔

عراق میں بھی فارس میں بھی اور جن مقامات کا ذکر ہوا اُن میں بھی۔ کیا وجہ ہے کہ مدخول الفاظ کے علاوہ ہر زمانے میں تمام شعرا کا عربی کلام تمام عرب سمجھ لیتے تھے۔ یہی نہ کہ دنیا بھر کے عربی شاعر وسط نجد و حجاز کے خصوصیات پر عبور حاصل کرتے اور کلام میں اُن کو محفوظ رکھنے کے بعد جو بھی چاہتا تھا کہتے تھے وسط نجد و حجاز خیالات کے اعتبار سے مرکز شاعری نہ تھا۔ خیالات ہر شاعر کے جداگانہ ہوتے ہیں متنبی کو دیکھیے عجمی خیالات عربی زبان میں ادا کرتا ہے مگر اسکی زبان بھی ہر عرب سمجھ سکتا تھا۔ خیالات بڑے بڑے اہل زبان غور و فکر کے بعد سمجھتے تھے اسلیے کہ وہ انکے لیے غرابت و اجنبیت سے خالی نہ تھے (شاید شرحیں لکھنے کا اصلی سبب یہی ہو) یورپ تعلیم یافتہ ہے کاروباری مقام ہونے کے باوجود صناع تاجر کاشتکار اُن سوسائٹیوں کی مالی اعانت کرتے ہیں جو ادبی خدمات کرتی اور

(نمونہ قابلی ترمیم)

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۲۹۶۰ سنہ ۱۹۳۶ء

بعدالت جناب خانصاحب سید اظہار حسین صاحب ایم اے ایل ایل بی آنریری منصف چک الہ آباد

رونی لال ولد مہادیو قوم جلال ساکن محلہ اونچہ منڈوی شہر الہ آباد .... مدعی

بنام

دھرم سنگھ ولد لوکی ہرن ناتھ قوم برہمن کشمیری ساکن محلہ سرائے سیدہ منڈی متصل بجاری بھرن شہر الہ آباد ...... مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے مقدمہ نام کے ایک نالش بابت مبلغ [illegible] کی تم پر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۹ ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۶ء اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے واقف کیا گیا ہو اور جملہ امور متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعویٰ کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو جن کی شہادت پر اور نیز تمام دستاویزات کو جن پر تم اپنی جواب دہی میں استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے آج تاریخ [illegible] ماہ نومبر سنہ ۱۹۳۶ء جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم منصف انگریزی

مہر عدالت

خصوصیات زبان کو بگڑنے نہیں دیتیں۔ اردو کا مرکز دہلی تھا۔ اُجڑا پھر آباد ہوا تو وہیں والوں نے زبان کی حفاظت کا فرض فراموش کر دیا۔ لکھنؤ کا زبانی شعرا ابھی تک نہیں۔ جہاں کے شعرا بیکاری کے باعث اگلوں کی تقلید ابھی تک کرتے ہیں مگر شخصی حیثیت سے۔ یہی سبب ہے کہ خصوصیات پر سستی کا بہل نہیں چلا۔ لکھنؤ والے زبان کے مرحلے نہیں مقلد ہیں۔ انھوں نے تصرف کیا بھی تو مقدور کر اگلے لوگوں کے نظم و نثر کلام میں جو بہم معنی الفاظ تھے اُن پر انتخاب کی نظر ڈالی اگر کوئی لفظ زبان و گوش پر گراں معلوم ہوا تو اُسے ترک کر دیا یا کسی کو اختیار کر لیا۔ خیالات کا استاد کوئی نہیں ہوتا بندش اور عبارت کی صفائی کی دیکھ بھال اُستاد کا فرض ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر شاگرد باعتبار خیالات اُستاد پر فضیلت رکھتے ہیں۔ بہر نہج جب تک ادبی سوسائٹی خصوصیات زبان کی حفاظت کا بار اپنے ذمہ نہیں لیتی وہ مقام جہاں خصوصیات مذکورہ کی حفاظت کرنے والے تعداد میں زیادہ ہوں مرکز مانا جائیگا۔ جو نہیں مانتے اُنھیں لازم ہے کہ درک و معرفت تفحص و تحقیق سے کام لیں۔ ورنہ تباہی کے ذمہ دار وہ ہوں گے۔ ہر جگہ کی اُردو مختلف ہوگی اور دوسرے اسے سمجھ نہ سکیں گے۔ تعصب سے کام نہیں چل سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ حفاظت زبان کے حق میں لکھنؤ کی بیکاری و بیحالت کس مپرسی و عدم انتظام بہت مضر ہوئی۔ نیاز "ادب ناشناس" آدمیوں کا ایک گروہ لکھنؤ کی گود میں بیٹھ کے اسکی داڑھی نوچنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ نہایت بیہودگی اور کمینگی کے ساتھ اساتذہ ماضی و حال پر ناطور اعتراض کرنا اور اُنکی تضحیک اسکا شیوہ ہے۔ سوسائٹی منظم نہیں۔ لکھنؤ والوں کے ہاتھ میں قلم نہیں۔ مال و زر بیکاروں کی جیب میں کہاں۔ یہ تو زبان کھاتے اور زبان اوڑھتے بچھاتے ہیں۔ خود لکھنؤ والے بھی آپس میں اتحاد و قلابی نہیں رکھتے۔ انجمن معین الادب کچھ کہتی ہے سراج الادب کچھ [illegible]

اگر ایک پرچہ ناواجب طور پر ناواجب محسوس کر لینے کے بعد بھی دوسری جماعت نقلیں بجائی نقلیں چھاپ کر تشنیع کرتی اور چونچ چلاتی ہے۔ رسہ کشی کا خدا بھلا کرے۔ کمیں گاہ میں انتظار شکست کرنے والے دشمن اس اختلاف سے اپنی ذاتی شہرت کا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اور جناب مرزا محمد عسکری صاحب یا جناب نظم طباطبائی صاحب یا جناب فصاحت یا بلاغت صاحب یا جناب جعفر و ثاقب وغیرہم انھیں تک پہونچ جاتے ہیں۔ لکھنؤ میں کوئی رسالہ اہل لکھنؤ کے اہتمام سے جاری ہوتا ہے تو نہ اسکی معنوی نگہداشت کرتے ہیں نہ ہاتھ بٹاتے ہیں نہ بہ نیت خاص مشورہ دیتے ہیں نہ مالی مدد کرتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں اُردو کا جو حشر ہو گا وہ خدا یا جناب طباطبائی کی سمجھ میں سمجھانے سے آ جائیگا۔ جناب طباطبائی کی اختلاف مزاج کا حال "ڈوب" کے بارے میں صحیح جواب نہ دینے اور گول کر جانے سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔

لکھنؤ کا کوئی فرد اس لفظ کے معنی سے جاہل نہیں۔ آج کی حالت پر افسوس کیجیے اسلیے کہ عناد زوروں پر ہے۔ میں مثالاً صرف ایک لفظ ڈوب کی شرح پر قناعت کرتا ہوں۔ میرے ایک دوست کہتے ہیں کہ مسٹر گلکرسٹ کی ہندوستانی و انگریزی ڈکشنری میں جسے چھپے ہوئے سوا سو برس سے زیادہ زمانہ گزرا یہ لفظ رنگ میں کسی چیز کو ڈبونے کے ہم معنی ہے میں نے یہ ڈکشنری نہیں دیکھی البتہ ۱۸۳۴ء کی تیار کی ہوئی ڈکشنری جسکے مصنف جان شکسپیر مشہور مستشرق ہیں میرے سامنے ہے وہ "ڈوب" کی شرح یوں کرتے ہیں To dip in dye or colouring (a dive) (کسی چیز کو رنگ میں غوطہ دینا) تعجب ہے کہ تازہ وارد بھی اگر اس لفظ سے واقف ہوں تمام لکھنؤ اسکے معنی جانتا ہو اور نہ جانیں تو غالب پر اصلاح دینے والے جناب نظم یہ عناد نہیں تو کیا ہے؟ (اصول لغت (لوتی) کے ماہر خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ معنی اور تشتق منشاء الفاظ باہمی کا ذاتی اصوات ہیں۔ غوطے میں جو آواز ہوتی ہے وہی ڈبی



اعلان

ڈھنڈورا دیا۔ خلق خدا کی۔ ملک بادشاہ کا۔ حکم ساری قوم کا دیر ہوا سو ہوا ہندوستان کو آجادی ملے گی بہ دور۔ ڈگرم ڈم۔ ڈگرم ڈم۔ ڈگرم ڈم!!!

منچ:۔ جی پوری تو ہو جاوے گی۔ رولٹ ایکٹ۔ ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ۔ پریس ایکٹ وہ ایکٹ کی دوال جرم [illegible]


گل صبحدے بخود برآشفت و بریخت
با باد صبا حکایتے گفت و بریخت
بد عہدی دہر بیں کہ در چندیں روز
سر برزد و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت
اگر موسم خزاں میں بھی تازہ پھولوں کی نکہت سے لطف اٹھانا چاہو تو اصغر علی محمد علی عطر ساز ان چوک لکھنؤ
سے عطر کی ایک شیشی طلب کیجیے۔ بہار باغ ناپائدار ہے - اور اسکی خوشبو پائدار ہے

ڈوبنے ڈوبے۔ یا اسکا نتیجہ ظاہر کرنے والے الفاظ کا
خلاصہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

Sink انگریزی لفظ ڈوبنا۔ غوطہ دینا۔
۔۔۔ Dive ڈوبنا (یونانی) ڈوبنا۔ ڈبونا۔

۔۔۔ ڈوف (یونانی) ڈوب۔ ڈبونا

اور بنا دعوت مطبوعہ شستہ قبل از پیدائش مسیح
واو ساکن اصل جو آخر لفظ میں اپنی آواز پوری
ظاہر کرتا ہے ثقیل ہونے کے باعث ب یا ب سے
بدل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے انگریزی میں "ڈیپ"۔۔۔
اسکا تلفظ ہوا۔ ہندی میں تو خواہ ساکن ہو یا متحرک
ڈاو اور ڈب۔ کے تلفظ میں
کوئی امتیاز نہیں ڈوبی اور
ڈبی ایک ہی شے ہے۔

ڈوب عبرانی (غوطہ)
(ڈبوتا ہوا) اور پژمردہ ہونا۔ گھٹنے
اور سکڑنے کے معنی بھی قرار دیئے
گئے ہیں۔ یہ بھی دیکھئے
۔۔۔ ظاہر کرتا ہے
ڈوب (عربی) کسی کام میں
رنج اور پژمردگی کا تمیز دکھانا
یہ بھی ڈوب دیئے ہوئے اور نچوڑے
ہوئے کپڑے کی حالت ہے۔
دو یا ڈبا دو بھول فارسی لغت
کے درخت میں ایک کیڑا پیدا ہوتا
ہے اگلے زمانے میں اکثر ریشم کو اسی کیڑے کے خون
میں ڈوب دیتے اور رنگتے تھے۔ یہ دو پاؤں نہیں
ہوتا۔ ۳۰۰۔ ۴۰۰ برس اس طرف پنچ کی سطر میں
عطاروں کی دوکان سے دستیاب ہوتا تھا۔ اب
رنگ کی پڑیوں نے مثال ہی رفع کر دی۔ اسکی شکل
دانۂ زرشک سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسمیں ڈوب دیئے
ہوئے کپڑے کا رنگ کبھی بدلتا نہیں بہت چمکتا اور
شوخ ہوتا ہے۔ اسپر سیاہی نہیں دوڑتی۔ یہ نام
بھی باعتبار ڈوب دینے کے رکھا گیا۔ اب فارسی کے
اصلی الفاظ مفقود ہو چکے انکی جگہ عربی الفاظ نے
ایرانیوں کی غفلت سے غصب کر لی۔ ورنہ "ڈوب" دو۔۔۔

دو شاخہ یہ کوئی مصدر۔ یا اسم فارسی لغت میں موجود ہوتا
مگر دوبیت یک سرگرداں اور بھی اسم صورت
ہے۔ مشتقات میں گو ب سے بدل جاتی ہے۔
جیسا ارزش سے درو ب ۔۔۔

حضرت طباطبائی کا حال اس دریائی شعر سے
واضح ہوتا ہے :۔

"دیکھا دیکھی کیسے ہوگی جھیجے کا یا ڈرنے روگ"

راقم
ابی النیدہ

دربار الادب والانشا

پنجم۔ جناب دربار! آپ نے تشبیہ کے نئے اقسام لکھے



"غضب میں جان ہے اب ہر کہاں کشمکش"
پکڑ کے ہاتھ ادھر اک کہتا ہے کہ جا یہاں سے

ہیں جن بیچاروں کی نگاہ صرف مجمع الصنائع تک
پہنچ کے رہ گئی ہے وہ حیران ہو گئے تشبیہ اور اسکے
مقابل "تنزیہ" کے اور بھی اقسام ہیں مثلاً تشبیہ الشئے
بنفسہ۔ تشبیہ البرہان۔ اختراع۔ عکس اختراع۔
تشبیہ النفی تشبیہ التقریب تشبیہ السلب تشبیہ استنکار
تشبیہ التمنی وغیرہ گئے ہاتھوں ان کا بھی نام لے دیا جائے
(۲) مختلف الفاظ سے ایک ہی مطلب و مقصود واضح
کرنا علم بیان کا منشاء ہے کہ اس سے افادہ کا ملکہ
پیدا ہوتا ہے۔ اسکے مبادی بعض عقلی ہیں مثلاً دلیل
تشبیہات۔ علاقہ و نسبت اور بعض وجدان و ذوق سے
تعلق رکھتی ہیں۔ آپ نے آشفتہ صاحب کے بعض

الفاظ پر باعتبار علم معانی و بیان دو کل چھپی زمانے
اور بعض میں اجمال سے کام لیا ہے یا اظہار اصول
لغت پر تقریر ختم کر دی ہے۔ اگر مناسب ہو تو مزید تفصیل
فرمایئے تاکہ جن لوگوں نے طرطے کی طرح صرف یہ رٹ لیا
ہے کہ الفاظ بازاری بھی ہوتے ہیں ان کے مرض
مزمن کا علاج ہو سکے۔ دہ ابدیدہ

تصحیح مضمون تفصیل اجمال

مورخہ ۲۸ اکتوبر

صفحہ ۵ سطر پنجم مضمون یوں پڑھیے
"بغرض جواب پیش کیا گیا"۔
صفحہ ۵ کالم ۳۔ سطر ۱۲ دبی ہے
صحیح ہے۔
صفحہ ۶ کالم ۱۔ آخری سطر سے پہلے
یہ عبارت بڑھا لیجیے "مکرمی جناب
نازش بدایونی سے تعلق کی مثنوی
کا ایک مصرعہ سنا ہے

ڈوب پر ڈوب تھے پسینے کے۔

صفحہ ۹۔ کالم ۱۔ سطر ۹ "جو الفاظ
انتخاب ہوں" صحیح ہے۔
صفحہ ۹ کالم ۲ سطر ۲۷ یوں چاہیے
"چشم" کی جگہ "آنکھ" اور
غلط ہے۔
صفحہ ۹۔ کالم ۳ گیارھویں سطر کے بعد یہ عبارت چاہیے
"چشم کی جگہ میر صاحب آنکھوں میں بھی سرمہ کا ڈنباله
نظم فرماتے ہیں (اور دعیت ما)

کیوں آنکھوں میں تو سرمہ کا ڈنبالہ رکھے ہے

صفحہ ۹ کالم ۱۔ سطر ۱۳ صحیح مصرعہ یہ ہے
"ہر چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر"

اسم نویسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ وآلہ

و اصحابہ المتقین۔

اما بعد بعض حضرات کا ذاتی اعتقاد ہے کہ آپ بزرگوار کی غزل گوئی سے قدیم باشندۂ لکھنؤ نہیں اور ان کے پاس کوئی دلیل اس ذاتی اعتقاد کے صحیح ہونے کی نہیں انھوں نے سچ بولنے کی قسم کھائی ہے بات یہ ہے کہ ایک بہت بڑی دلیل غلط کاری لنگڑی ہوئی جاتی ہے بس ہر جا کر خواہ مخواہ تحقیق نمائید۔

(۱) بندہ اباً عن جد تین سو برس سے لکھنؤ میں سکونت پذیر ہے۔ شیخن دروازہ۔ مچھی بادن۔ مقبرۂ نادان محل۔ مفتی گنج اور دیگر آثار مثلاً شاہ پیر محمد صاحب کی مسجد کا تب الحروف کے خاندانی یادگار رہیں۔

جد بزرگوار نائب وزیر اودھ تھے۔ (قیصر التواریخ) جدہ محترمہ مفتی سید غلام حضرت احمد قدس سرہ کی لڑکی تھیں۔ مفتی صاحب شیخن دروازے میں رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ لکھنؤ تشریف لائے اور مفتی صاحب کے مہمان ہوئے (بنائے مفتی گنج کا واقعہ ہم اودھ پنچ میں کسی مقام پر لکھ چکے ہیں) ہر جا کر خواہ مخواہ تحقیق نمائید

(۲) جدہ محترمہ مفتی گنج میں پیدا ہوئیں ان کے والد شیوخ لکھنؤ سے تھے اور مفتی صاحب سے زیادہ متمول تھے۔ لہٰذا باغ کی زمین پر حضرت شاہ محمود قلندر کی قبر تھی جب نواب سعادت علیخاں نے اس مقام پر باغ بنانا چاہا اور سُنا گیا کہ شاہ صاحب کی قبر بیچ والی ہے تو شیوخ نے صف بندی کی اور آمادۂ جنگ ہو گئے۔ جدہ محترمہ کے والد اس گروہ کے سرغنہ تھے مگر انھوں نے فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے تمام سپاہ کے سر پر پگڑیاں بندھوائیں۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا یہ سر پیچ ہے۔ توپ اور گولی سے مقابلہ ہو گا۔ شیخ صاحب کی ظرافت تھی۔ آخر لوگ اپنی غلطی پر متنبہ ہوئے۔ شیخ صاحب نے سب کو روکا اور خود رضامند ہو گئے بشرطیکہ اس قرار داد پر ہوئی کہ جرثقیل کی مدد سے پوری قبر چاروں طرف ایک ایک گز مٹی سمیت اکھاڑی جائے اور وہ سالم حالت میں دوسری جگہ گاڑ دی جائے۔ چنانچہ باحتیاط تمام فقیر کی قبر مقبرۂ نادان محل کے سامنے پہنچا دی گئی۔ اور مقبرے کی زمین پر لنبا ہ گنج کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کی رہواریں اب تک موجود ہیں۔

شیخ صاحب ہی عمر لکھنؤ میں رہے ہر جا کر خواہ مخواہ تحقیق نمائید

(۳) وزارت سے تعلق ہونے کے باعث جد مرحوم بھی اپنے علاقہ پر نہیں رہے۔ انھوں نے گھسیاری منڈی میں جو کہ نواب امین الدولہ کی ڈیوڑھی اور مسجد دولت شاہی کے درمیان واقع ہے مکان بنایا۔ سکونت مفتی گنج ترک فرمائی (یہ مکان غدر میں نزول ہو گیا اس میں جو مسجد بھی ہے شاید ایک آدھ نشان ہو) ہے۔ اس کے صحن میں سنگ خارا کی ایک دکان ہے آپا بقر ختم سلطنت اودھ وہیں قیام رہا۔ میرے والد مفتی گنج میں پیدا ہوئے اور ہمیشہ لکھنؤ میں رہے ان کا علاقہ لکھنؤ کے اور گرد واقع ہے۔ میری والدہ کا جدی مکان نہرے میں تھا وہ بھی خاندان شیوخ لکھنؤ سے تھیں (ان کے نسب اور سی کا مجموعہ نامی شجاع الدولہ بہادر سے اور نسب پدری کا شیخ لکھنؤی سے ملتا ہے) نواب خلیل الرحمٰن خاں و نواب عبدالرحیم خاں ان کے تایا اور ان کی تائی نواب الکرام خانم جو علامہ ابوالفضل ندیمی کی بانو تھیں وہ بھی یہیں نہرے میں پیدا ہوئیں مفتی گنج تعمیر کیا مکان نمبر ۲ اور ان کا جانب باکو رگنج میں قیام رہا اور وہیں انتقال کیا۔ والد مرحوم فی عمرہ چلتے گئے وہاں رہے وہ ان کا کوئی عزیز (جہاں تک مجھے یاد ہے) رہتا تھا۔ الغرض میں بھی قریب کے لکھنؤ آباد تھا اس وقت بھی خو اور آج بھی میرا اور میرے آبا و اجداد کا مسکن ہے۔ بچپن اس زبان اردو سے علمی میں ایا بعد ہو ئے وہ سب مجھے معلوم ہیں۔ لکھنؤ کبھی گنوار تھا نہ آج ہوں۔ خدا کرے کہ گنواروں کی ہوا لگے۔ ہر جا کر خواہ مخواہ تحقیق نمائید

(۴) جناب منشی سجاد حسین مرحوم جو اب تک جب لوگ لکھنؤ میں رہتے ہیں کیونکہ اہل زبان نہ تھی مگر زبان اردو کے ماہر کامل تھے۔ اور دوسروں کی طرح گنوار ہونے پر فخر نہیں کرتے تھے ان سے اور میری ادبی سے دوری کی عزیز داری تھی۔ پنچ کے زمانے میں اکثر مضامین بھی لکھے۔ پا وجود مذاق زمانہ کے متغیر ہو جانے کے باعث مجھے ان کا دوست شیدا کر دیا۔ بڑا شوق کہ اختلافات سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا لہٰذا میرا جذبہ سے انشا تک اودھ پنچ کی جو قائل تھی تھی جناب مستطاب نواب خواجہ محمد عادل صاحب رئیس ڈھاکہ بنگال ان کا اسکا فرزند بنا لیا۔ ہر جا کر خواہ مخواہ تحقیق نمائید۔ باقی آئندہ

وہ وسال کہ جب مجھے انگریزی سے اپنی دولت کو تجارت کرنا پڑا میری بھی لا ملت سے تعلق نہیں۔ [illegible] ہر جا کر خواہ مخواہ تحقیق نمائید۔

(خاکسار اودھ پنچ)

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

کس کی مسند میں گئے آپ کہ فرقہ ہے پنچ
دیکھے گر مجھ کو مسلمان بھی

ہمارے وزیر [illegible] صاحب ایک ایسی قوم بیچ وزیر [illegible] غزل کے اعلان کر کے وقت میں جنس تھے وہ شب مقدور [illegible] [illegible] کی مجلس کی موجودہ کی رسل و رسائل اعلیٰ [illegible] اسٹیشن کی تصویر کرتے ہیں تو بھی تھے [illegible] [illegible] اور [illegible] کا سامان لگاں [illegible] [illegible] [illegible] کے دماغ میں یہ دورہ تھا [illegible] ہندوستان [illegible] اختیارات مل جائیں تو پھر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لگائی جائے تو ہندوستان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ نہ حرام ہو جائے [illegible] اختیارات ہندوستان کے سر رشتے جانے [illegible] [illegible] کمیشن اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible] [illegible] [illegible] ان سے [illegible] [illegible]

[illegible] مشاطہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مشاطہ کہ بات بگڑی ہے۔ مشاطہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مشاطہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مشاطہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مشاطہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ضعیفی دور کرنے کی تدبیر

ہر ایک آدمی اپنی اور کسی کی بھی مدد کرنے سے ضعیف ہو سکتا ہے اگر اس کو کثرت سے کام کرنا پڑے اور بعض وقت بیماری کی وجہ سے جسم کے اعضا کو حرکت دینے سے جو درد کی شکایت ہو وہ دیگر بیماریوں کا نتیجہ ہے ہر ایک آدمی اعضا کو کس طرح حرکت دے اس کے واسطے کتاب ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں یہ کتاب زیادہ تر بیماریوں کے واسطے مفید ہے جو کثرت سے محنت اور ورزش وغیرہ کرنے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی، بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم خود اس کے مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کر چکے ہیں اس کتاب کی منفعت کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچار کمپنی متھرا

جس طرح طلوع آفتاب سے

تاریکی کا دور ہونا قدرتی امر ہے

اسی طرح مقویات سرتاج عالم آتنک نگرہ گولیوں کے کھانے سے قبض، بدہضمی، کمزوری، درد اور تولید کی خرابی، بےخوابی اور دیگر امراض مخصوصہ کا دور ہو جانا قدرتی امر ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ۔ [illegible]

المشتہر: وید شاستری [illegible] منگل [illegible]

ایجنٹ [illegible] لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) دو روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے فنا ہونے کی صورت میں ایجنسی موقوف کی جائے گی۔

(۳) [illegible] پر بھیجی ہوئی رقم سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور [illegible] ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔

(۵) [illegible] حالتوں کے [illegible] پرچے واپس نہ لئے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ مشہور دوا ساز اطبا کی تجویز کردہ مجربات [illegible] سے صحت پانا چاہتے ہیں تو اس دواخانہ میں بھی بہ کفایت صحت حاصل کر سکتے ہیں۔ سجاد [illegible] مشہور کے خلاف نہیں ہیں۔ اگر آپ لکھنؤ کے نامور مجرب کار اور حاذق اطبا کے مشورہ سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست جدید طلب فرمائیے خود بھی فائدہ اٹھائیے اور دوسرے صاحبوں کو بھی [illegible] تمام خطوط و کتابت بصیغہ راز رہتی ہے

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ گولہ گنج پہاڑ کی سڑک لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۰-۱۹۲۱ء

(۱) اُردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے ادبی اخلاقی مضامین اور کارٹونوں کا مجموعہ خزانہ کتب میں محفوظ رکھنے کے قابل قیمت فی جلد [illegible] مع محصول۔

(۲) ۱۹۲۰ء کی چند ششماہی جلدیں جو ماہ [illegible] لغایت دسمبر ۱۹۲۰ء برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصول ڈاک [illegible]

(۳) جلد ۱۹۲۱ء کے کل نمبر ان نمبروں میں ظرافت نگاری کے بہترین نمونے موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو جلد طلب فرمانا چاہئے قیمت [illegible] علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجیب و غریب نظم ہے۔ بیٹھے اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت [illegible] ٹکٹ بھیجئے وی پی اور منی آرڈر محصول ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن الموسیقی

یہ

وہ بے نظیر کتاب جس نے ہندوستان بھر میں ایک دھوم مچا دی اور ایک گراموفون کی طرح مشہور کے گانوں [illegible] کی حالت [illegible] کو چشم کو واہ و واہ سکتا ہے۔

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے متعلق [illegible] کی جانب وارث جانتے ہیں کہ تمام ارکان موسیقی کے جز و کلی بھر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے حصہ دوم میں مصنف نے اساتذۂ فن کے گم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کر زمانۂ حال تک صد ہا اساتذۂ فن کی گائکی اور ان کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد، خیال کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار نے صد ہا راگوں کی دھرپد اور خیال اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں علاوہ کے اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھنے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدا ہی کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں اس کے علاوہ دیگر شائقین کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔

اصلی قیمت علاوہ محصول [illegible] لیکن جو صاحب آخر ستمبر ۲۹ء تک چار روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں وہ رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ بعد میں قیمت کا دوگنا [illegible]

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ